حکیم محمود احمد ظفر

آخری قسط

سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ

چنانچہ جب ان لوگوں نے آپ کو زیادہ تنگ کیا تو ایک روز آپ کے منہ سے یہ الفاظ بھی نکل گئے۔ فرمایا۔
قاتلکم اللہ، لقد ملأتم قلبی قیحاً و شحنتم صدری غیظاً
اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کرے، تم نے میرے دل کو غم کی پیپ سے بھر دیا اور میرے سینہ کو غصہ سے
(نہج البلاغۃ ص 47)

ایک روز آپ سخت کبیدہ خاطر تھے۔ اور اپنے ان ساتھیوں اور لشکریوں کا جنہوں نے پہلے تو جنگ جمل اور جنگ صفین میں اپنوں سے لڑایا۔ لیکن اب معاہدہ تحکیم کے بعد جب انہی سازشوں کو کامیاب ہوتے نہ دیکھا تو آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ سیدنا علی نے ان الفاظ میں شکوہ فرمایا

"ولقد زعمت قریش ان ابن ابی طالب شجاع ولکن لاعلم لہ بالحروب، تربت ایدیھم وھل فیھم اشد مراساًلھا منی؟ لقد نھضت فیھا وما بلغت العشرین وھا انا ذا قد اربیت علیٰ نیف وستین ولکن لارائی لمن لایطاع"

قریش سمجھتے ہیں۔ کہ ابوطالب کا بیٹا بہادر تو ہے۔ لیکن جنگی علوم وفنون سے ناآشنا اور نابلد ہے۔ خاک آلود ہوں ان کے ہاتھ، کیا ان میں کوئی مجھ سے زیادہ ماہر ہے۔ میں تو جنگوں میں اسوقت پڑا تھا جب میری عمر ابھی بیس برس کی بھی نہ تھی۔ اور اب میں زندگی کی (60) منزلوں سے بھی تجاوز کر چلا ہوں۔ لیکن جس کی کوئی اطاعت نہ کرے اسکی رائے کی کیا قیمت ہو سکتی ہے۔

(مروج الذہب جلد 2 ص 62 اخبار الطوال ص 212 کتاب الاغانی جلد 15 ص 43 حلیۃ المتقین باب 4 فصل 12 ص

جنوری ۱۹۹۰ء کے شمارہ میں ص۲۲ پر مندرجہ ذیل پیراگراف کا حاشیہ شامل اشاعت نہ ہو سکا۔ قارئین اسے اسکے ساتھ ملالیں۔ پیراگراف ؛

"خداوندا! مجھے ان سے راحت عطا فرما اور ان کو اس شخص کے ہاتھوں مبتلا کر کہ یہ اسکے بعد مجھے یاد کریں"۔ (جلاء العیون ص۲۲۵)

روضۃ الصفاء[1] کے مؤلف نے لکھا ہے کہ سیدنا علی کی یہ دعا آخر کار قبول ہو کر رہی اور اسی رات حجاج بن یوسف ثقفی پیدا ہوئے۔

دازو بکوفیاں رسید آنچہ رسید — اور ان سے کوفیوں کو جو سزا ملی وہ ملی

تاریخ میں حجاج کے ذمہ جو قتل لگائے جاتے ہیں۔ وہ زیادہ تر ان ہی کوفیوں اور دشمنان اسلام کے ہیں۔ جنہوں نے دوستی کے روپ میں دشمنی کا کام سرانجام دیا ورنہ حجاج بن یوسف بذات خود کوئی ظالم اور برا آدمی نہیں تھا اس کی نیکی پر اس کے وہ خط گواہ ہیں۔ جو اس نے ہندوستان کی فتح کے موقع پر اپنے بھتیجے محمد بن قاسم کو لکھے تھے۔ اور اس کی نیکی کی وجہ سے سیدنا حسین بن علی کی حقیقی بھانجی جو سیدہ زینب بنت فاطمہ کے بطن سے تھیں۔ اس کے حبالہ عقد میں رہیں۔ (ملاحظہ ہو جمہرۃ الانساب ص 61، نسب قریش ص 83)

(362

مختصر یہ کہ سیدنا علی کے لشکر میں سپاہیوں نے ایک طوفان بد تمیزی اٹھایا ہوا تھا۔ اور وہ ہر معاملہ میں سیدنا علی کی مخالفت کر کے لشکر میں تشتت و انتشار کی فضا پیدا کر دیتے تھے۔ چنانچہ مؤرخین نے ان لوگوں کے خصائل کے کچھ واقعات اپنی کتابوں میں نقل کیے ہیں۔ ان کی ایک خصلت یہ تھی کہ۔

"سیدنا معاویہ جب بھی کوئی مراسلہ سیدنا عمرو بن العاص کی پاس بھیجتے تو قاصد کے آنے جانے کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی کہ پیغام رساں کب آتا ہے۔ اور کب جاتا ہے۔ اور کیا خط لے گیا اور کیا جواب لایا۔ اہل شام کا کوئی شخص اس سے اس بارے میں کچھ نہ دریافت کرتا، لیکن جب سیدنا علی کا پیغام رساں آتا تو اہل عراق سیدنا عبداللہ بن عباس (جو سیدنا علی کے معتمد خاص تھے) کے پاس جاتے اور دریافت کرتے کہ امیر المومنین سیدنا علی نے آپ کو کیا لکھا ہے۔؟ اگر آپ ان سے (بعض وجوہات کی بنا پر) خط کے مضمون کو چھپاتے تو پھر خود ہی اٹکل پچو لڑایا کرتے کہ ہمارے خیال میں امیر المومنین نے فلاں فلاں بات لکھی ہو گی۔ اس پر سیدنا ابن عباس ان سے فرمایا کرتے، تمہیں کبھی عقل بھی آئے گی یا نہیں؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ سیدنا معاویہ کا قاصد آتا ہے۔ تو کوئی خبر نہیں ہوتی کہ کیا پیغام لایا اور کیا لے گیا۔ نہ ان کے ہاتھ بلند ہوتے ہیں۔ اور نہ کوئی شور و غوغا سنائی دیتا ہے۔ مگر تم یہاں سارا دن بیٹھ کر اٹکل پچو مارا کرتے ہو۔

(ابن اثیر جلد 3 ص 167، اخبار الطوال ص 197، محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ جلد 2 ص 71)

اپنی فوج کے ان لوگوں سے دلگیر اور پژمردہ ہو کر ان کے بارے میں سیدنا علی حق تعالیٰ سے یوں دعا فرماتے:۔

اللھم سئمتھم وسئمونی وکرھتھم وکرھونی اللھم فارحمنی منھم وارحھم منی

اے اللہ۔ میں ان سے تنگ ہوں۔ اور یہ مجھ سے تنگ ہیں۔ میں ان کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور یہ مجھے ناپسند کرتے ہیں۔ اے اللہ۔ ان کو مجھ سے نجات دے اور مجھے ان سے۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد 7 ص 325)

بعض اوقات اپنے شیعوں اور نام نہاد ساتھیوں کی انہی غداریوں، اور فتنہ انگیزیوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے موسلادھار بارش کی طرح آنسو ٹپک پڑتے اور آپ بڑی حسرت سے فرمایا کرتے۔

واللہ! ان معاویۃ صارفنی بکم صرف الدینار بالدرھم فاخذ منی عشرۃ منکم واعطانی رجلاً منھم

بخدا! میری دلی آرزو ہے۔ کہ معاویہ مجھ سے اس طرح تمہارا تبادلہ کر لیں۔ جس طرح دینار (اشرفیوں) درھموں (روپوں) سے تبادلہ کئے جاتے ہیں۔ مجھ سے وہ تمہارے دس آدمی لے لیں۔ اور مجھے اپنے آدمیوں میں سے ایک آدمی دے دیں۔

(نہج البلاغۃ جلد 2 ص 354)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی سیدنا علیؓ کی اپنے لشکریوں کے مقابلہ میں بے بسی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں۔

وکان علی عاجزاً عن قھر الظلمۃ من العسکرین ولم تکن اعوانہ یوافقونہ علی ما یأمر بہ واعوان معاویہ یوافقونہ

سیدنا علی اپنے سپاہیوں کے ظلم و قہر سے عاجز اور مجبور تھے اور ان کے ساتھی ان کے ساتھ کسی کام میں موافقت اور تعاون نہیں کرتے تھے۔ جب کہ اس کے مقابلہ میں سیدنا معاویہ کے ساتھی ان کے احکام کو بدل و جان قبول کرتے تھے۔

(منہاج السنۃ جلد 2 ص 202)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر سبائیوں کی تنقید :

یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا کہ سیدنا علی کے لشکری زیادہ تر سبائی تھے۔ اور ہر معاملہ میں سیدنا علی کی مخالفت کرتے تھے۔ چنانچہ جب سیدنا ابوموسیٰ کا نام بطور حکم تجویز کیا گیا تو ان کے نام کی مخالفت کی گئی اور سیدنا علی کو بھی اس بارے میں اپنا ہم نوا بنا لیا گیا، لیکن جب اشعث بن قیس کے اصرار پر سیدنا ابوموسیٰ اشعری کو حکم مقرر کر لیا گیا تو ان دشمنان صحابہ نے ان کے بارے میں بڑی غلط باتیں کہنا شروع کر دیں۔ کہ یہ انتہائی سادہ، بیوقوف، ابلہ صفت اور مغفل ہیں۔ چنانچہ طبری وغیرہ میں سیدنا ابوموسیٰ کے بارے میں لکھا ہے۔

کان ابوموسیٰ مغفلاً

ابوموسیٰ مغفل (بیوقوف) تھے۔

(طبری جلد 6 ص 39، ابن ابی الحدید جلد 2 ص 256)

نیز لکھا ہے کہ سیدنا ابوموسیٰ نے سیدنا عمرو بن العاص کو گالیاں دیں۔ (طبری جلد 6 ص 40)

سیدنا ابوموسیٰ پر یہ ایک صریح بہتان ہے کہ وہ مغفل اور ابلہ صفت بزرگ تھے بلکہ نہایت جہاں دیدہ، فقیہ فی الدین اور صاحب فتویٰ بزرگ تھے۔ علامہ ابن قیم نے اعلام الموقعین اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں امام شعبی اور ابن المدینی کے حوالہ سے انھیں سیدنا عمر، سیدنا علی اور سیدنا زید بن ثابت کے علمی مقام کا حامل قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو اعلام الموقعین جلد 1 ص 16، تہذیب التہذیب جلد 5 ص 363)

مختصر یہ کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری کو سیدنا علی کی طرف سے تحکیم کے موقع پر حکم (ثالث) مقرر کیا گیا۔ فیصلہ کے مطابق سیدنا علی نے اپنے آدمی بھیج کر آپکو "عرض" سے بلوایا، جہاں وہ عزلت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ جب انہوں نے آپ کو بتایا کہ دونوں گروہوں نے آپس میں صلح کر لی ہے۔ تو آپ نے فرمایا "الحمد للہ" اور جب کہا گیا کہ آپ کو تنازعات کے نپٹانے کے لئے حکم (ثالث) بنایا گیا ہے۔ تو فرمایا "انا للہ وانا الیہ راجعون"

(البدایۃ والنہایۃ جلد 7 ص 276، ابن ابی الحدید جلد 2 ص 299)

غرضیکہ سیدنا ابوموسیٰ اشعریٰ نے سیدنا معاویہ کے حکم سیدنا عمرو بن العاص کے ساتھ مل کر چھ ماہ کی شبانہ روز کوششوں سے شعبان 37ھ میں اذرح کے مقام پر فیصلہ سنایا جس پر دونوں پارٹیاں مطمئن ہو گئیں۔ اور مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی ہمیشہ کے لئے رک گئی۔

تواریخ کی کتابوں میں یہاں بھی بڑی واہی تباہی روایات گھڑی گئی ہیں۔ اور سیدنا ابوموسیٰ اشعری کی سادگی بلکہ (معاذاللہ) حماقت اور سیدنا عمرو بن العاص کی ہوشیاری بلکہ (معاذاللہ) مکاری ثابت کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔

بتایا یہ گیا کہ سیدنا ابوموسیٰ نے سیدنا عمرو بن العاص سے کہا کہ فیصلہ سنانے کے لئے پہلے آپ کھڑے ہوں۔ لیکن سیدنا عمرو بن العاص نے کہا۔

ولک حقوق کلھا واجبۃ لسنک وصحبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانت ضیف (فیصلہ سنانے کے لئے) تمام حقوق آپ ہی کے ہیں، عمر کے اعتبار سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں زیادہ عرصہ رہنے کے لحاظ سے! اور پھر آپ ہیں بھی ہمارے مہمان! (مروج الذہب جلد 2 ص 31، طبری جلد 6 ص 39)

اور اس طرح سے بقول علامہ سیوطی سیدنا عمرو بن العاص نے دھوکہ اور چالبازی سے سیدنا ابوموسیٰ اشعری کو فیصلہ سنانے کے لیے آگے کر دیا۔ (فقدم عمرو اباموسیٰ الاشعری مکیدۃ منہ) (تاریخ الخلفاء ص 173)

چنانچہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری نے کھڑے ہو کر فیصلہ کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا۔

"حضرات! ہم نے اس مسئلہ پر بہت غور وخوض کیا ہے۔ ہمیں اس امت کے اتحاد واتفاق اور اصلاح کی اسکے علاوہ اور کوئی صورت نظر نہیں آئی کہ علی اور معاویہ دونوں کو معزول کر کے خلافت کا معاملہ شوریٰ کے سپرد کر دیا جائے۔ شوریٰ جسے اہل اور قابل سمجھے اسے منتخب کرے۔ لہذا میں علی اور معاویہ دونوں کو معزول کرتا ہوں۔ آئندہ جسے تم پسند کرو باہمی مشورہ سے اپنا خلیفہ بنالو"

اس کے بعد سیدنا عمرو بن العاص نے اپنا فیصلہ سنایا اور کہا

"حضرات! ابوموسیٰ اشعری کا فیصلہ آپ نے سن لیا۔ انہوں نے اپنے امیر سیدنا علی کو جس کی طرف سے وہ حکم ہیں۔ معزول کر دیا ہے۔ میں بھی ان کی تائید کرتے ہوئے ان کو معزول کرتا ہوں۔ لیکن اپنے آدمی معاویہ کو برقرار رکھتا ہوں۔ وہ امیر المومنین سیدنا عثمان کے ولی اور ان کے قصاص کے طالب ہیں۔ لہذا ان کی جانشینی کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔"

یہ فیصلہ سن کر سیدنا ابوموسیٰ اشعری چلائے کہ یہ بے ایمانی اور مکاری ہے۔ اور کہا

انما مثلک مثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث اَوتترکہ یلھث

تمہاری مثال کتے کی ہے، اگر اس پر بوجھ لادو تب بھی ہانپتا ہے نہ لادو تب بھی ہانپتا ہے۔

اس پر سیدنا عمرو بن العاص کو غصہ آگیا۔ انہوں نے جواب میں فرمایا۔

مثلک کمثل الحمار یحمل اسفاراً

تمہاری مثال گدھے کی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔

اسکے بعد دونوں پارٹیوں کی آپس میں گالم گلوچ ہوئی اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچی۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مروج الذہب جلد 2 ص33، اخبار الطوال ص 201، ابن اثیر جلد 3 ص 168، طبری جلد 6 ص 40، البدایۃ والنہایۃ جلد 7 ص 283، طبقات جلد 4 ص 256)

ابن ابی الحدید شیعی نے لکھا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس نے فیصلہ سنانے سے قبل سیدنا ابوموسیٰ اشعری کو بہت جوش دلایا اور کہا۔

واعلم یا اباموسیٰ! ان معاویۃ طلیق الاسلام وان اباہ رأس الاحزاب وانہ یدعی الخلافۃ من غیر مشورۃ ولا بیعۃ

اے ابوموسیٰ! آپ کو پتہ ہونا چاہیئے کہ معاویہ طلقائے اسلام (یعنی وہ گروہ جن کو فتح مکہ کے روز معافی دی گئی تھی) میں سے ہے اور اس کا باپ (ابوسفیان) جنگ احزاب کا کمانڈر اور رئیس تھا۔ اور وہ بغیر مشورہ اور بیعت کے خلافت کا دعویٰ کرتا ہے۔

اندازہ فرمائیں صحابہ کرام اور خصوصی طور پر سیدنا معاویہ کی شخصیت کو مجروح کرنے کے لئے کیسی غلط باتیں کی گئیں۔ اور غلط روایات سبائی فیکٹری میں گھڑی گئیں۔ نہ سیدنا معاویہ طلقائے اسلام میں سے تھے۔ اور نہ ہی انہوں نے خلافت کا دعویٰ کیا ہوا تھا۔ لہذا مشورہ اور بیعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سیدنا معاویہ صرف اور صرف قاتلان عثمان سے قصاص کے طالب تھے جس کا اظہار وہ کئی بار کر چکے تھے۔ نہ انہوں نے خلافت کی خواہش کی اور نہ ہی وہ اس کے مدعی تھے۔

چنانچہ جب میدان صفین میں سیدنا ابو الدرداء اور سیدنا ابو امامہ الباہلی باہمی صلح کی خاطر سیدنا معاویہ کے پاس گئے۔ تو آپ نے ان حضرات کے جواب میں صاف صاف کہہ دیا کہ میں خلافت کا دعویدار نہیں ہوں۔ بلکہ

اقاتلہ علی دم عثمان وانہ آوی قتلتہ فاذھبا الیہ فقولا لہ فلیقدرنا من قتلۃ عثمان ثم انا اول من بایعہ من اہل الشام

میں تو صرف قاتلان عثمان سے قصاص لینے کی خاطر لڑ رہا ہوں۔ اور قاتلان عثمان کو سیدنا علی نے اپنی ہاں پناہ دے رکھی ہے۔ لہذا آپ دونوں حضرات علی کے پاس جائیں اور ان سے کہیں کہ وہ قاتلان عثمان کو (اگر وہ خود قصاص نہیں لے سکتے) ہمارے حوالہ کر دیں پھر دیکھیں میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو اہل شام میں سے ان کے ہاتھ پر بیعت کروں گا۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد 7 ص 259)

اب جو تحکیم کا فیصلہ بتایا جاتا ہے کہ سیدنا ابو موسیٰ نے علی اور معاویہ دونوں کو معزول کر دیا اور سیدنا عمرو بن العاص نے معاویہ کو برقرار رکھا اور علی کو معزول کر دیا۔ یہ سراسر غلط ہے۔ جھگڑا یہ تو نہیں تھا کہ ان دونوں میں خلیفہ کون ہو۔ جھگڑا تو قاتلان عثمان سے قصاص کا تھا۔ جس کو افسانہ بنا کر خلافت کا جھگڑا بنا دیا گیا۔ یہاں اس بات کی تفصیل کا موقع نہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو احقر کی کتاب سیدنا معاویہ شخصیت اور کردار جلد اول

بعض روایات اس قسم کی بھی گھڑی گئیں کہ جب ان حضرات نے فیصلہ سنایا تو مجمع میں گڑبڑ پیدا ہو گئی۔ اور شریح بن ہانی نے سیدنا عمرو بن العاص پر کوڑے برسانا شروع کر دیے اور سیدنا ابو موسیٰ اشعری کہیں چھپ گئے۔

(ابن اثیر جلد 3 ص 168، اخبار الطوال ص 201)

مختصر یہ کہ سیدنا ابو موسیٰ اشعریٰ نے سیدنا عمرو بن العاص کے ساتھ مل کر فیصلہ تحکیم اتنا اچھا کیا کہ مسلمانوں کی باہمی جنگ ہمیشہ کے لئے رک گئی۔ دونوں گروہ مطمئن ہو گئے۔ اور کئی سالوں تک اس فیصلہ کو سراہا جاتا رہا۔ چنانچہ عرب کا ایک مشہور شاعر سیدنا ابو موسیٰ اشعری کے پوتے بلال سے ان کے دادا کے کارنامے بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

ابوک تلافی الدین والناس بعدما
تشاء وابیت الدین منقطع الکسر

فشد اصار الدین ایام اذرح
ورد حروبا قد لقحن الیٰ عقیم

یعنی آپ کے دادا (سیدنا ابو موسیٰ اشعری) نے دین اور لوگوں کی شیرازہ بندی فرمائی جب کہ لوگ آپس میں بددل اور پراگندہ خاطر تھے اور دین کی عمارت منہدم ہوا چاہتی تھی۔ انہوں نے ایام اذرح یعنی اذرح کانفرنس میں دین کے خیمہ کی طنابیں کس دیں اور ان جنگوں کے سلسلہ کو بالکل روک دیا جو دین وملت کو بانجھ اور عقیم کر دینے والی تھیں۔

(معجم البلدان جلد 1 ص 130، العواصم من القواصم ص 176 تعلیقہ معاویہ ------- انیس ذکریا نصولی مصری ص 31)

خلاصہ یہ کہ سیدنا ابو موسی اشعری عوام کے صلح پسندانہ جذبات کے نمایاں مظہر تھے اسی وجہ سے سیدنا علی کی فوج کے دور اندیش اور حقیقت پسند لوگوں نے انہیں تحکیم میں اپنا ثالث مقرر کیا کیونکہ وہ گوشہ خمولت میں غیر جانبداری اور صلح پسندی کی زندگی بسر کر رہے تھے ان لوگوں کا خیال تھا کہ اگر کسی اور کو ثالث مقرر کیا گیا تو شاید وہ جانبدار ہونے کی وجہ سے امت کو پھر جنگ کی بھٹی میں نہ جھونک دے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی بصیرت اور تدبر سے کام لے کر عوام کی توقعات کے مطابق ایسا فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کی بے نیام تلواریں ہمیشہ کے لئے نیام میں چلی گئیں۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری کو چونکہ علم سے خاص رغبت تھی لہذا آپ کی ساری زندگی یہ خواہش رہی کہ علم کی اشاعت ہو۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

"لوگو! جس شخص کو خدا تعالیٰ علم عطا فرمائے اسے چاہیئے کہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی اس کی تعلیم دے۔ لیکن جو بات اسے معلوم نہ ہو اس کے متعلق ہرگز کوئی لفظ بھی وہ اپنی زبان سے نہ نکالے۔
(طبقات ابن سعد جلد 4 ص 18)

تعلیم کے بارے میں آپ کا ایک خاص حلقہ درس تھا، لیکن کبھی کبھی خطبات کے ذریعہ بھی لوگوں کو تعلیم دیتے تھے بلکہ اگر کسی جگہ چند آدمیوں کو اکٹھا دیکھ لیتے تو انہیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نہ کوئی ارشاد ضرور سنا دیتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ بنو ثعلبہ کے چند آدمی کہیں جا رہے تھے تو ان کو راستہ میں ایک حدیث رسول سنا دی۔ (مسند احمد جلد 4 ص 417)

علم و فقاہت کا یہ ماہِ تاباں باختلاف روایت 42ھ، 44ھ یا 52ھ میں بیمار ہوا اور صحیح روایت کے مطابق 44ھ ذی الحجہ کے مہینہ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

مسلم میں روایت ہے کہ وفات کے وقت جب حالت نازک ہو گئی اور غشی طاری ہو گئی تو جس عورت کی گود میں آپ کا سر تھا۔ اس نے رونا شروع کر دیا۔ اسوقت آپ میں بولنے کی طاقت نہ تھی۔ جب ہوش آیا تو فرمایا۔

"جس شے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برأت کا اظہار فرمایا میں بھی اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ گریبان پھاڑنے والی، نوحہ و بکا کرنے والی اور کپڑے پھاڑنے والی عورتوں سے آپ نے برأت ظاہر کی ہے"
(مسلم کتاب الایمان باب تحریم ضرب الخدود)

بعد ازیں کفن دفن کے بارے میں ضروری وصیتیں فرمائیں۔ کہ جنازہ تیز چال سے لے کر جانا، جنازہ کے ساتھ انگیٹھی نہ لے کر جانا۔ لحد اور میری میت کے درمیان کوئی مٹی روکنے والی چیز نہ رکھنا۔ قبر پر کوئی عمارت نہ بنانا اور میں بین کرنے والی، گریبان پھاڑنے والی اور سر نوچنے والی عورتوں سے بری ہوں۔ وصیت کے بعد طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

وفات کے وقت 61 سال عمر تھی۔

امریکی یہودی مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے

عراق کے مسلمانوں پر یہودیوں اور نصرانیوں نے مل کر آگ برسا رکھی ہے اور امریکہ اس مسلم دشمنی میں پیش پیش ہے۔ لہٰذا ہم تمام مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ امریکی مفادات کو بھرپور نقصان پہنچائیں۔ جس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ عوام امریکی و یہودی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ تمام احرار کارکن ملک بھر میں یہ نعرہ عام کریں اور اس کے لئے جرأت سے کام کریں۔

مجلس احرارِ اسلام پاکستان